Volume V
No. 11

SP. V-11-76(E)
250

# THE SENATE OF PAKISTAN

# DEBATES

## OFFICIAL REPORT

Tuesday, July 6, 1976

CONTENTS

| | Pages |
|---|---|
| Starred Questions and Answers ... ... ... | 175 |
| Leave of Absence ... ... ... ... | 176 |
| The Auqaf (Federal Control) Bill, 1976 (*Discussion to continue*) ... | 177 |

PRINTED AT THE MACLAGAN PRESS, CHURCH ROAD, LAHORE

PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI.

*Price :— Paisa 50*

## SENATE DEBATES

## SENATE OF PAKISTAN

---

**Tuesday, July 6, 1976**

---

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

---

(*Recitation from the Holy Quran*)

---

### STARRED QUESTION AND ANSWER

**Mr. Chairman :** Now, we will take up questions. Yes, Khawaja Sahib, it is your question No. 8. There is some misprints in part (a) of the question. So, you read 'imported' instead of 'exported'. It has been corrected by you or by somebody else. Part (a) thus reads :

> "The number of bales of cotton imported during the year 1975-76."

Yes ?

#### IMPORT AND EXPORT OF COTTON

8. ***Khawaja Mohammad Safdar :** Will the Minister for Commerce be pleased to state :

(a) the number of bales of cotton imported during the year 1975-76 ; and

(b) the number of bales of cotton exported during the same year ?

**Mir Afzal Khan :**

(a) The total number of cotton bales imported during the 1975-76 (July, 75-April, 1976) were 1,850.

(b) The total number of cotton bales exported during the year 1975-76 (July, 75-May, 76) were 6.17 lakh bales.

**Mr. Chairman :** Yes, no supplementary ?

### LEAVE OF ABSENCE

**Mr. Chairman :** Now, there are two leave applications. One is by Senator Afzal Khan Khoso. The telegram reads :

> "Request leave Monday to Friday 9th due to water shortage river crops."

[Mr. Chairman]

Can you make anything out of it ? Well, these are the exact words :

"Request leave Monday to Friday 9th due to water shortage river crops."

Should the leave be granted ?

(*The leave was granted*)

**Mr. Chairman :** Next application is by Haji Nimatullah Khan. He has requested leave for 5th July. Should the leave be granted ?

(*The leave was granted*)

**Mr. Chairman :** The leave is granted. Now, we take up legislative business.

## THE AUQAF (FEDERAL CONTROL) BILL, 1976

**Mr. Chairman :** Yes.

(*At this stage Mr. Tahir Mohammad Khan and Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi stood up in their seats*).

**Mr. Chairman :** Do you want to take the floor first, or should Maulana Sahib speak first ?

**Mr. Tahir Mohammad Khan :** Sir, I wanted to speak first because perhaps I may be called to preside over.

**Mr. Chairman :** All right. Yes, Mr. Tahir Mohammad Khan !

لیکن وہ بڑے شوق سے اٹھے تھے -

**جناب طاہر محمد خان :** جناب چیئرمین ! اس بل پر گزارش کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آرہی ہے کہ کل ہمارے محترم بزرگ نے یہاں پر دو ایسے نکات اٹھائے تھے جن سے میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ غلط فہمی بلکہ ایک ابہام پیدا ہو رہا تھا کہ اس بل میں جو مقاصد بیان کیے گئے ہیں وہ مقاصد وقف کے اصولوں کے منافی ہیں یا متناقض ہیں یا متصادم ہیں -

جناب والا ! فقہ کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے میں بھی اپنا یہ فرض سمجھتا ہوں کہ چند گزارشات اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں - اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وقف خود اسلام کی ، اسلامی اصولوں کی creation ہے - اسلام میں ان charitable اداروں کو ریگولیٹ کرنے کے لیے اور لوگوں کے ان نیک ارادوں کو ریگولیٹ کرنے کے لیے جو معاشرے ، اور سوسائٹی میں صحت مند تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں ، جو مخیر کاموں کے ذریعے سے دکھی انسانیت کی مدد کرنا چاہتے ہیں ، ان کے لیے چند موٹے اصول متعین کیے گئے تھے اور ابتداً یہ بات انفرادی طور پر ہوا کرتی تھی - جب کوئی واقف چاہے کہ وہ کسی نیک مقصد کے لیے کہ جیسے وقف کے مقاصد میں بیان کیا گیا ہے کوئی جائیداد وقف کرے تو وہ آزاد ہو کہ وہ وقف کو ریگولیٹ کرنے کے لیے شرائط کا بھی تعین کرے اور مقاصد کی بھی

وضاحت کرے کہ کن مقاصد کے لیے وہ جائیداد وقف کر رہا ہے اور کون سے مقاصد اس کے پیش نظر ہیں ، سوسائٹی کی کیا خدمت کرنا چاہتا ہے لیکن وقت کے ساتھ جناب والا ! جیسا کہ تمام اداروں میں یا کچھ اداروں میں بعض کمزوریاں آ جاتی ہیں ، بعض نقائص پیدا ہو جاتے ہیں ، بعض غلط کاریاں جنم لیتی ہیں تو وقف کے سلسلے میں بھی ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس کا غلط استعمال ہونے لگا ۔

اب اس وقت ہمارے ملک میں دو طرح کے وقف کی املاک موجود ہیں ۔ ایک اس قسم کی وقف کی ملکیت یا پراپرٹی ہوتی ہے کہ جسے کسی شخص نے خود اپنی جائیداد میں سے الگ کر کے ایک مقصد کے لیے وقف کیا ہے اور اس کے علاوہ بعض بزرگ ہمارے معاشرے میں گزرے ہیں جو ہماری تاریخ کا حصہ ہیں جو اپنے دور کے ولی اور ابدال ہیں ، جنہوں نے اپنے دور کی انسانیت کی خدمت کی اور وہ پہنچی ہوئی شخصیت والے بزرگ ہیں لیکن ان کے انتقال اور ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کے نام کو exploit کیا اور اس مزار کے مجاور بن کر اور اس مزار سے متعلقہ جائیداد کا وارث بن کر اس کو نجی اور ذاتی استعمال میں لاتے رہے ۔ تو اس سے معاشرے میں برائیاں پیدا ہوئیں ۔ ہم نے دیکھا کہ وہ مزارات جہاں لوگ عبادت کے لیے جایا کرتے تھے یا لوگ وہاں جا کر ان کے نقش قدم پر چلنے کا عہد کیا کرتے تھے یا وہاں جا کر لوگ اپنے ایمان کو منور کرتے تھے ، اپنے ایمان کو تازہ کرنے کے لیے وہاں جایا کرتے تھے ، اپنی عقیدت اور احترام کا اظہار کرنے کے لیے جایا کرتے تھے ، جہاں پر دین کی تعلیم ہوا کرتی تھی جہاں پر تدریس ہوا کرتی تھی تو ان مزاروں پر مجرے ہونے لگے وہاں پر ہر وہ برائی کہ جسے سماج میں برائی کہا جاتا ہے ، وہاں پر نظر آنے لگی اور ہر وہ چیز جسے مذہب نے گناہ کہا وہ وہاں پر جنم لینے لگی ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ان مقاصد کو کنسالیڈیٹ کیا جائے ۔ اس لیے ایک طرف سے معاشرے میں جو برائیاں پیدا ہوئیں تھیں ان کا سدباب ہو ، ان کو دور کیا جائے ، ان کو ختم کیا جائے تاکہ بزرگ ہستیوں سے جن لوگوں کو عقیدت ہے وہ عقیدت متاثر نہ ہو ۔ دوسری طرف چھوٹی وقف کی ملکیتیں ہیں جن کی متولیوں نے صحیح نگرانی نہیں کی ، ان کا صحیح استعمال نہیں کیا ۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ خستہ حال ہونے لگیں اور وہ اس قابل نہ رہیں کہ وہ خود اپنے ان مقاصد کی تکمیل کریں ، ان مقاصد کو پورا کریں جن مقاصد کے لیے انہیں create کیا گیا ہے ، جن مقاصد کے لیے وقف بنا تھا ۔ یہ کیسے ممکن تھا جب تک وقف کی تمام ملکیت کو نہ ملایا جائے ، consolidate نہ کیا جائے ۔ اس کے لیے ایک مربوط نظام نہ ہو اس کے لیے صحیح انتظامیہ نہ ہو ، تو اس وقت تک نہ تو ان جگہوں سے نہ ان مقامات سے اور نہ ان مزارات سے برائیوں کو ختم کیا جا سکے گا ، نہ ہی ان چھوٹی املاک کو جو وقت کے ساتھ ساتھ خراب ہو گئی تھیں ، جو اب اپنا وجود قائم رکھنے کے قابل نہیں تھیں ، ان کو محفوظ بھی نہیں رکھا جا سکتا تھا ۔ کنسالیڈیشن کی یہ ایک بنیادی شرط ہے کہ میرے محترم دوست ، سینیٹر ، خواجہ محمد صفدر نے ایک نکتہ اٹھایا کہ اگر فرض کیجئیے کہ وقف کے

[Mr. Tahir Mohammad Khan]

مقصد کے لیے ایک جائیداد وقف ہوئی ہے تو وہ جائیداد محض اسی مقصد کے لیے استعمال میں لائی جا سکے گی اور کسی مقصد کے لیے استعمال میں نہیں لائی جا سکے گی ۔ اصولی طور پر اب تک ہمارے پاس قضاۃ کے جو فیصلے آئے ہیں ، جو ہمارے علما اور فقہا نے جو فیصلے کیے ہیں اس لحاظ سے یہ درست ہے لیکن اگر ہم اس سے وابستہ اور پیوستہ رہے تو یہ تو صحیح ہے کہ وقف کی بعض ایسی املاک جو اس قابل ہیں کہ وقف کے مقاصد کی تعمیل کریں ، اس مقصد کے لیے ممد و معاون ہوں گی لیکن کل وہ املاک ان املاک کی طرح جو اس قابل نہ ہوں کہ خود اپنے وقف کے مقاصد کی تکمیل کریں ، وہ بھی اپنی اہمیت ، اپنی حیثیت ، اپنی وقعت کھو بیٹھتی ہیں ۔

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس مقصد کے لیے اگر اللہ کے کسی نیک بندے نے ، کسی مخیر ہستی نے یا کسی صاحب حیثیت شخصیت نے اس نیک مقصد کے لیے کام کا آغاز کیا تو ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مقصد کو تکمیل تک پہنچایا جائے ۔ اس مقصد کو ضائع نہ ہونے دیا جائے اس ارادے کو ختم نہ ہونے دیا جائے تو یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ تمام املاک کو اکھٹا کر دیں کنسالیڈیٹ کریں اور ہر وقف کی ملکیت کے لیے یہ شرط رکھیں کہ وہ باقی تمام وقف املاک کے مقصد میں شریک ہوگا ۔ جناب والا ! میں اس کی وضاحت یوں کروں گا کہ اگر فرض کیجئیے کہ کسی شخص نے ایک نہر کھودی اور اس پر ایک باغ بنایا اور باغ کا مقصد یہ تھا کہ اس باغ سے ایک مدرسہ چلے اور وہاں بچے تعلیم پائیں اور کسی شخص نے ایک سرائے بنائی اور مقصد یہ تھا کہ مسافر گزریں تو اس میں استراحت کریں اس سرائے میں شب بسر کریں اور کسی شخص نے ایک مسجد بنائی جس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس میں آ کر عبادت کریں اس میں آ کر اپنے اللہ کو یاد کیا کریں اور مذہبی فرائض انجام دیا کریں اور کسی شخص نے ایک سڑک بنائی تا کہ اس سڑک سے لوگ گزر کر کسی منزل تک کسی خانقاہ تک یا کسی مزار تک پہنچیں تو گویا یہ سب ان کے الگ الگ مقاصد ہیں لیکن جب ان سب املاک کو ملائیں تو یہ سب مقاصد مشترک ہو جائیں گے اور وہ جائیداد جو اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکتی تھی اب وہ جائیداد دوسری جو املاک ہیں ان کی بنیادوں پر وہ اپنے مقصد کی بھی تکمیل کرے گی اور اپنے مقصد کے علاوہ کسی ایسے وقف کی بھی تکمیل کرے گی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مقاصد کی تکمیل میں ناکام رہی ہو یا ہونا چاہتی ہو ۔ جناب والا ! اس کنسالیڈیشن نے اس بات کا امکان پیدا کر دیا ہے کہ وہ وقف پراپرٹی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب اپنے مقصد کی تکمیل نہیں کر سکتی وہ اب از سر نو زندہ ہو ، از سر نو درست اور صحیح ہو اور اس قابل ہو کہ وہ بھی اپنے مقاصد کی اسی طرح سے تکمیل کرے ۔ اور اس بات کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے کہ ایک طرف ہمارے اوقاف کی جو املاک ہیں ان میں جن برائیوں نے جنم لیا ہے ان کا قلع قمع کریں ، ان کو ختم کریں ان

کو دور کریں اور دوسری طرف اوقاف کا جو سرمایہ ہے اس کو تمام پاکستان کی اوقاف کی املاک کے مقاصد کے لیے استعمال کریں - اس سے ایک تو چھوٹے وقف کی جو جائیدادیں ہیں وہ محفوظ ہو جائیں گی اور دوسرے صوبوں میں ایک ربط پیدا ہو جائے گا اور ایک نیا سرمایہ create ہوگا ، generate ہوگا اور ان مقاصد کی تکمیل کے لیے وہ سرمایہ بڑھتا رہے گا اور وہ مقاصد بہتر طریقے سے ، خوش اسلوبی سے تکمیل پا سکیں گے -

جناب والا ! ان گزارشات کے ساتھ میں اس بل کی تائید کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بکھرے ہوئے ذرات تھے ان کو اس بل کے ذریعے سے اکھٹا کیا گیا ہے اور جو مقصد فوت ہو رہا تھا اس جیسے مقاصد کو اس بل کے ذریعے سے دوبارہ زندہ کیا جا سکے گا اور وہ مقصد جس کا اسلام نے وقف کیا creation سے آغاز کیا تھا اس مقصد کی تکمیل ہو سکے گی - میں وزارت مذہبی امور کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسا creative Bill لائے ہیں جس سے ملت اسلامیہ کے ان طبقوں کی مدد ہو سکے گی جو ان لوگوں کی مدد کے محتاج ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بہتر وسائل زندگی دیئے ہیں -

**Mr. Chairman:** Thank you, yes, Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi.

**ملک محمد اختر :** پوائنٹ آف آرڈر - اجازت ہے جناب ؟

**جناب چیئرمین :** پہلے فرمائیے کہ اجازت دوں یا نہ دوں ؟ اچھا کچھ کہئیے میں بھی سنوں -

**ملک محمد اختر :** یہ مولانا کا pecuniary interest ہے اور ان معاملات سے ان کی مالی منفعت اور دلچسپی ہے اس لیے یہ تقریر نہیں کر سکتے -

**جناب چیئرمین :** نہیں ، میں سوچ رہا تھا کہ جب طاہر محمد خان کھڑے ہوئے اور جس وقت میں کرسی چھوڑ دوں گا تو انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے تو وہ کس طرح یہاں پر impartial رہیں گے - میں یہ سوچ رہا تھا ایک منٹ کے لیے ان کو ایسا سمجھیں کہ وہ اب اوقاف میں نہیں ہیں -

**مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی :** اصل میں جناب چیئرمین ! بل انہوں نے موو کیا ہے مالی منفعت ان کو ہے کیونکہ میری نہ تو کوئی وقف پراپرٹی ہے اور نہ میں کسی وقف پراپرٹی کا متولی ہوں اور نہ میرا کوئی وقف ہے اور نہ میں کسی وقف بورڈ کا ممبر ہوں - ملک اختر صاحب جو ہیں میرے خیال میں ان کو واقف ہو جانا چاہئیے ان کو وقف create کرنا چاہئیے - ماشا اللہ یہ صاحب جائیداد ہیں اس لیے ان کو وقف create کرنا چاہئیے -

جناب چیئرمین ! میں بڑے ادب سے آپ کی خدمت میں وقف بل کے سلسلے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں 'وقف' کی اسلام میں چند مشترک مقاصد کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہے اور وہ حضرات جو واقف ہیں ان کی آخر کی زندگی

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

کے لیے بشارتیں عطا کی گئی ہیں ۔ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمان جو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ میری زندگی، میرا جینا اور میرا مرنا اور میرا مال و متاع اور میری ملکیت سب رب العالمین کے لیے ہے تو وہ دنیاوی زندگی میں جو کچھ کر سکتا ہے وہ کرے اور ایسا عمل کرے جس کے ذریعے اس کی آخری زندگی میں مرنے کے بعد اس کو تسلسل سے ثواب ملتا رہے اس کے لیے اس نے یہ وقف create کیا ہے اس کو شرعی اصطلاح میں، شرع شریف میں صدقہ جاریہ کہتے ہیں اور اس کی اصل بنیاد حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وہ حدیث مبارک ہے جس میں ارشاد فرمایا کہ ''کل عمل ابن آدم'' مرنے کے بعد ابن آدم کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے ۔ ظاہر ہے اس دنیاوی زندگی میں جو کام وہ کر سکتا ہے وہ کر لے اب مرنے کے بعد وہ کچھ نہیں کر سکتا ! عمل منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد اس کو ملتا رہے گا اور وہ ہے ایک تو علم کہ اس نے کوئی ایسا علمی کام کیا جس کے ذریعے، جس کی وساطت سے وہ علم پھیل رہا ہے ۔ تسلسل سے نسل در نسل جاری ہے اور اس کا ثواب اس کو یقیناً ملتا رہے گا اور دوسرا وہ نیک کام جو اس نے خالصتاً اللہ کے لئے کیا ہے ۔ وہ نیک کام باقی ہے مثلاً یہ کہ مسجد بنا دی، مسافر خانہ تعمیر کیا کہ لوگ آتے رہیں اور اس میں ٹھہرتے رہیں، تو مرنے کے بعد بھی اسے اس کا ثواب ملتا رہے گا، کنواں خریدا اور خریدنے کے بعد اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا، پیاسے وہاں سے گزرتے رہیں، پانی کے ضرورتمند آتے رہیں اور ان کی تشنگی بجھتی رہے اور اس شخص کو جس نے اس کو وقف کیا ہے مرنے کے بعد اس کو ثواب ملتا رہے گا یہ صدقہ جاریہ ہے، کسی دارالعلوم میں قرآن مجید فرقان حمید کی تعلیم کے لئے جہاں عربی فقہ حدیث اور تفسیر کی تعلیم دی جاتی ہے، اس کے لئے کتابیں وقف کر دیں، اس کے لئے وہ عمارت تعمیر کر دی کہ اس میں لوگ بیٹھیں اور اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کرتے رہیں ۔ جبتک یہ صدا بلند ہوتی رہے گی اس کو اس کا ثواب ملتا رہے گا ۔ مسجد سے جب تک اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی رہے گی اس کو ثواب اس کے مرنے کے بعد ملتا رہے گا اور یا اولاد صالح ہو ۔ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا کہ اولاد صالح جو مرنے والے شخص کے لئے دعا خیر کرتی رہے، وہ دعا دیتی ہے اس کا فائدہ اس کو پہنچتا ہے ۔ یہ صدقہ جاریہ کا فائدہ اس کو پہنچتا ہے اور علم جو اس نے چھوڑا ہے تعلیم و تدریس کا سلسلہ وہ جب تک جاری رہے گا، باقی رہے گا، کار خیر جب تک باقی رہے گا وہ اولاد جب تک باقی رہے گی اور اس اولاد سے پھر اولاد جب تک باقی رہے گی اور وہ اس کے لئے دعا خیر کرتی رہے گی اس کا ثواب اس کو ملتا رہے گا ۔ یہ ثواب جاری ہے، صدقہ جاری ہے، یہ بنیاد ہے

اصل میں وقف کی کہ ایک شخص دنیاوی زندگی میں تو اچھے کام کر سکتا تھا اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے کہ مرنے کے بعد میں کوئی عمل نہیں کر سکوں گا یعنی وہ خود عمل نہیں کر سکے گا لیکن وہ ایسے عمل باقی چھوڑ گیا ہے ، جس سے مرنے کے بعد اس کو یقیناً فائدہ پہنچتا رہے گا ۔ یہ مقصد اصل میں وقف کا ہے ۔

اگر وقف کی تعریف کو دیکھا جائے تو حضرت عمر خلیفۃالمسلمین نے سب سے پہلے وقف کیا اور اسی طرح سے اس کے بعد بہت سے صحابہ نے ان کی پیروی کی ۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں وقف کیا ۔ اسی طرح سے بہت سے صحابہ نے وقف کیا تو وقف کے لئے طریقہ کار یہ معین کیا گیا کہ اس کا اصل بیچا نہ جائے ۔ نمبر ایک تو یہ ہے کہ وہ جائیداد نہ تو کسی کو ہبہ کی جائے اور نہ ہی بعد میں اس میں وراثت جاری ہو ۔ ظاہر ہے کہ قانون وراثت اس جائیداد پر حاوی نہیں ہو سکتا جو ثواب جاری رکھنے کے لئے وقف کی گئی ہے مختص کر دی گئی ہے ۔ وقف کی تعریف جو میں مختصر عرض کر سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ کسی شے کو اپنی ملکیت سے نکال کر ، اپنی ذاتی ملکیت سے الگ کر ، خالصتاً اللہ رب العالمین عز و جل کی ملکیت میں اس کو دے دینا اور اس مقصد کے لئے دینا کہ اس کا نفع جو ہے بندگان خدا کو ملتا رہے اور مجھ کو اس کا ثواب ملتا رہے ۔ یہ وقف کی تعریف ہے ۔ واقف نے اگر وقف کر دیا اب وقف کرنے کے بعد وہ باطل نہیں ہو سکتا ، اس کو منسوخ نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس نے نیت کر لی اور تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے انما الاعمال بالنیاۃ تو نیت اس نے کر لی ۔ وقف کر دیا ۔ اس لئے اب وہ باطل نہیں ہو سکتا اور یہ اسلامی حکومت کا فریضہ ہے ، انتہائی اہم ذمہ داری ہے اور اس کو اللہ کی امانت سمجھنا ضروری ہے جیسا کہ میں نے ابتداً عرض کیا کیونکہ اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور اسی کے لئے خاص کر دینا ہے اس لئے یہ امانت کا بار جو بھی شخص اٹھاتا ہے ، یہ بڑی اہم ذمہ داری ہے ۔ اس لئے بہر حال دوسری امانتیں جو ہوتی ہیں ان میں کچھ نہ کچھ خیانت کوئی کر جاتا ہے جس کے لئے معافی وغیرہ مانگ لی جاتی ہے لیکن یہ اصل میں اللہ رب العالمین کی طرف سے ایک امانت اس کے سپرد ہو گئی ۔ اب ان لوگوں کو چاہئیے جو وقف کے نگران ہیں کہ اس کو اسی مد میں خرچ کریں جس کے لئے واقف نے اللہ کی رضا کے لئے وقف کیا ہے ، جن مقاصد کے لئے وقف کیا ہے ، انہی مقاصد پر وہ رقم خرچ ہوتی رہے تاکہ اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوتی رہے و وقف امانت ہے اور اللہ کی جانب سے اسے بنایا گیا ہے اور وصیت کی گئی ہے ۔ محکمہ اوقاف اس سلسلے میں اس اہم ذمہ داری کو کسی حد تک پورا کرتا ہے اور کسی حد تک پورا نہیں کرتا ، کس حد تک

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

پورا کرنا چاہتا ہے یہ اس کے لئے بل وضع کیا گیا ہے - جب تک میں سمجھتا ہوں اس کی وضاحت یہ ہے -

اس سلسلے میں ایک دو باتیں میں آپ کی خدمت میں مزید عرض کر دوں - اگر کہیں بھی وقف کی رقم اس طرح سے خرچ ہو جائے کہ جو منتظمین ہیں ، تمام کے تمام جو مصارف ہیں وہ منتظمین پر خرچ ہو جائیں اور جس مقصد کے لئے وقف کیا ہے اس کے لئے کوئی بھی رقم باقی نہ رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی امانت میں ایک طرح سے خیانت ہو گی - اس طرح سے واقف نے جس مقصد کے لئے وقف کیا ہے ، اگر ان تمام مقاصد پر وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے یہ بھی خیانت ہو گی - اس طرح سے وہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اگر تباہ و برباد ہو جاتی ہے ، اس کی صحیح نگرانی نہیں ہو سکتی ہے اور اچھی طرح سے وہ جائیداد موقوفہ نہ رکھی گئی اگر اس میں بدنظمی ہے یا اس کے اخراجات اتنے بڑھا دیئے گئے ہیں کہ مقاصد وقف جو ہیں یا مستحقین وقف جو ہیں ، ان پر یہ رقم صرف نہ ہو تو بھی یہ امانت میں خیانت ہو جاتی ہے - ان چند وضاحتوں کے بعد اب دیکھنا ہو گا کہ آیا بل میں ان مقاصد کو پورا کیا گیا ہے یا نہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت بڑی خامی ہے نمبر ۱ تو یہ ہے کہ سارے کا سارا انتظام ایڈمنسٹریشن اس اوقاف کا وہ سارے کا سارا بیورو کریٹس افسر شاہی کے تصرف میں دے دیا گیا ہے - اب جناب محترم واقف جس نے وقف کیا ہے اس کی کوئی نمائندگی نہیں ہے حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اس بل میں زیادہ سے زیادہ اس قسم کی گنجائش رکھی جاتی کہ جو پورے ملک میں اوقاف پھیلے ہوئے ہیں ان اوقاف کو وقف کرنے والے یا اگر واقف موجود نہ ہوں تو ان کے ورثاء یا جو ان کے جانشین ہیں ان کی نمائندگی بھی ہونی چاہیئے اس میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے - نمبر ۲ یہ ہے کہ یہ بل جس کا تعلق خالصتاً ایک ایسے اہم مذہبی مسئلہ سے ہے جس میں ہم کو مصارف کی نگرانی اس طرح سے کرنی ہو گی کہ کوئی بھی خرچ اللہ کی مرضی کے خلاف نہ ہو اور واقف کی مرضی کے خلاف بھی نہ ہو اس لئے اس میں ایسے افراد کا ہونا بھی ضروری ہے جو اس وقف کو صحیح طرح سے استعمال کرے - میری مراد یہ ہے کہ عوامی نمائندے ممبران پارلیمنٹ اور دوسرے افراد مختلف صوبوں سے جو کہ ذمہ دار افراد ہیں جنہوں نے وقف کیا ہے یا مختلف درگاہوں کے سجادہ نشین حضرات جن کو معلوم ہے کہ جائیداد موقوفہ جو ہے اس کا مصرف کیا ہے اور ان مصارف کی نگرانی کیسے کرنی چاہیئے - ویسے کل ابتداً ایک بات زیر بحث آئی تھی اور وہ یہ تھی کہ شرط واقف جو ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟ اس کا

مرتبہ کیا ہے ؟ آیا اس کو میں یا کوئی اور شخص تبدیل کر سکتا ہے ؟ مثلاً ایک شخص نے ایک جائیداد کو وقف کیا ہے ، اب میں یہ کہتا ہوں کہ اس جائیداد کی مسجد کے لئے تو ضرورت باقی نہیں رہی ، اس لئے کہ مسجد کی آمدنی کافی ہے ۔ ایک زمانے میں ، فرض کیجیے کہ ہمارے محلے کی مسجد کی آمدنی سو روپے تھی اس کے بعد مسجد کی آمدنی بڑھتے بڑھتے دو ہزار روپیہ ماہوار ہو گئی تو اب چونکہ مسجد کی آمدنی دو ہزار روپیہ ماہوار ہو گئی ہے اور خرچہ پانچ سو روپے ماہوار ھے اور باقی اتنی رقم بچتی ہے اس لئے یہ فلاں مد میں خرچ ہو جانی چاہئیے تو اس لئے حضور والا ! میں سمجھتا ہوں کہ شرعی نکتہ نظر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات جو ہیں ، ان کے ارشادات جو ہیں ان کا مرتبہ جو ہے وہ وہی مرتبہ ہے جو کہ ایک مسلمان کے نزدیک اللہ کے فرمودات کا ہے اللہ کے ارشاد کا ہے چنانچہ کل یہ بات زیر بحث آئی تھی اور محترم خواجہ صاحب نے بھی اس کی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ شرط واقف کی نص شارع ۔ یہ مسلمہ قول ہے ، تمام جتنے بھی اہل سنت کے مکتب فکر ہیں اور فقہ جعفریہ پر عمل کرنے والے ہمارے جو بھائی ہیں ، ان کے نزدیک وقف کی یہ شرط ہے کہ واقف نے جو کچھ بھی دیا ہے اس کے مطابق خرچ ہو گا اس سے ہٹ کر نہیں ہو گا ۔ مسجد کی آمدنی اگر بڑھ گئی ہے تو ٹھیک ھے بڑھتی رہے ۔ اس کو جمع کرتے رہیے اس کو اور بڑھائیے لیکن کسی اور مصرف میں اس کو خرچ نہیں کیا جا سکتا جس کا کہ واقف نے تعین نہ کیا ہو ۔ مثلاً واقف نے یہ لکھ دیا ہے کہ یہ آمدنی مسجد میں خرچ ہو سکتی ہے ، مسجد سے ملحق لائبیبریری ہے ، مدرسہ ھے ، امام کی تنخواہیں ہیں ، موزن کی تنخواہیں ہیں جاروب کس ہے وغیرہ وغیرہ ۔ مسجد کی روشنی کے سلسلے میں ہے ، ختم قرآن کے سلسلے میں ہے وغیرہ وغیرہ ۔ یہ ہو سکتا ہے لیکن اس سے ہٹ کر نہیں ہو سکتا ۔ یہ نہیں ہے کہ چونکہ فالتو پیسہ بچ گیا ہے ۔ چلئیے صاحب پانچ سو روپے کا چندہ ریڈکراس کو دے دیتے ہیں ، یہ نہیں ہو سکتا ۔ واقف کی جو شرط ہے اس کا مرتبہ اس کی حیثیت ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی حیثیت رکھتا ھے ۔ یہ تھا وہ مقصد جو اوقاف سے حاصل ہوا کرتا ہے ۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں یہ ضروری تھا کہ محکمہ اوقاف کی نگرانی کے لئے ایڈمنسٹریٹر جنرل کی نگرانی کے لئے بھی اور صوبوں کے چیف ایڈمنسٹریٹر کی نگرانی کے لئے بھی اور ان ایڈمنسٹریٹروں کی نگرانی کے لئے بھی جو صوبوں میں چیف ایڈمنسٹریٹروں کے ماتحت ہوں گے ان کی بھی نگرانی کے لئے ، عوامی نمائندوں پر مشتمل ، عوامی نمائندوں سے میری مراد یہ ہے کہ ممبران قومی اسمبلی ، ممبران صوبائی اسمبلی ، ممبران سینیٹ اور اسی کے ساتھ اس علاقے کے جو ذمہ دار افراد

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

ہیں ، جن کا کہ کسی نہ کسی حیثیت سے وقف کے ساتھ تعلق رہا ہے ، جو کہ اس کی نگرانی کر سکیں ، ان کی موجودگی بھی اس میں ضروری تھی - یہ محکمہ اوقاف بغیر کسی شک و شبہ کے پوری دیانتداری سے کام کر سکتا تھا اور لوگوں کو اعتماد بھی ہوتا لیکن اب سارے کا سارا نظم و نسق ، انتظامی اخراجات ، وقف کی نگرانی ، کن مواقع و مواضع پر مصارف خرچ کرنے ہیں وہ تمام کی تمام چیزیں ہم نے مکمل طور پر بیوروکریسی کے ہاتھ میں دے دی ہیں - یہ وہ نقائص ہیں جو اس بل میں ہیں -

**ملک محمد اختر :** بورڈ بنے گا -

**مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی :** جی بہتر - اب چونکہ عزت مآب وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی فرمائی ہے اس سلسلے میں کہ کمیٹی یعنی بورڈ بنے گا تو ظاہر ہے کہ میں اس کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس تجویز کو قبول فرمایا تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسی طرح سے بنیادی بات یہ ہے کہ ہر وقف کا حساب الگ ہونا چاہیئے - مجھے معلوم نہیں ، اس میں کوئی ایسا طریقہ نہیں بتایا گیا ، جیسا کہ ابتداء میں آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے اور بڑے ادب سے پھر آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ عزت مآب وزیر اس پر توجہ فرمائیں اس لئے کہ یہ بڑی اہم ذمہ داری ہے بڑی اہم امانت ہے ، جس کے دل میں تھوڑا سا بھی خوف خدا ہو ، وہ وقف کی آمدنی کی نگرانی کرتے ہوئے اس خیال سے کانپتا ہے کہ کہیں خدا نخواستہ مجھ سے کوئی غلطی ایسی نہ ہو جائے جس سے کہ اللہ کے یہاں باز پرس ہو اور میں قومی خیانت کے جرم کا مرتکب قرار دیا جاؤں -

ہر وقف کا حساب بھی الگ الگ ضروری ہے اگر پچاس وقف ہوں گے ، ہزار وقف ہوں گے ، ان سب وقف ، اوقاف کی آمدنی اگر گڈمڈ ہو جاتی ہے تو پتہ نہیں چل سکے گا کہ شرط واقف کیا ہے ؟ واقف کرنے والے نے جن شرائط کے تحت جن مقاصد کے تحت وقف کو وقف کیا ہے آیا وہ مقاصد پورے ہو رہے ہیں یا نہیں ؟ اس سے پتہ نہیں چل سکے گا - اس لئے وقف کا حساب الگ رہنا چاہیئے - ہر وقف کے مصارف الگ رہنا چاہیں اگر ان مقاصد کو اس بل کے ذریعے سے پورا کیا جاتا ہے تو یقیناً مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے - ورنہ مکمل طور پر انتہائی غیر ذمہ داری کے ساتھ بھی بعض چیزیں کی جا سکتی ہیں اور وہ لوگ جو کہ شریعت سے واقف نہیں ہیں اگر وہ وقف کے نگران ہوں گے - کیونکہ ان کو مکمل واقفیت ہی نہیں ہے کہ اوقاف کیا ہے ، شریعت میں اس کا مرتبہ کیا ہے ، اس کے مصارف کی نگرانی کس طرح کرنی چاہیئے ؟ اگر ایسے لوگ جو کہ بے خبر

ہوں اوقاف کے قوانین سے ، جو شریعت نے مقرر کئے ہیں - چنانچہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ فقہ کی تمام کتابوں میں مکمل طور پر وقف کا باب الگ مقرر کر دیا گیا ہے اور احادیث کی کتب میں بھی اوقاف کے باب الگ مقرر کئے گئے ہیں اور فقہاء نے اور محدثین نے اس میں بڑی زبردست موشگافیاں کی ہیں اور بال کی کھال نکال کر ہر چیز کو قوم کے سامنے واضع کر دیا ہے -

ان مختصر سی نشریات کے ساتھ میں عرض کروں گا کہ وقف بل جو ہے اس کے اندر اس بات کی مزید گنجائش موجود ہے کہ اس کی مزید اصلاح کی جائے اور اس کے اندر اس طرح کی باتیں لائی جائیں جو مفید اور کارآمد ہوں - میں سمجھتا ہوں کہ ابھی یہ نامکمل ہے اور اس میں وہ چند گذارشات جو میں نے پیش کی ہیں ، ان کے اضافے کے بعد یقیناً اس کی کچھ افادیت ہو سکتی ہے ورنہ اس کے مقاصد پورے نہیں ہو سکیں گے اور پھر شکایات کا ایک ریلا پورے ملک میں ہو گا کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر مسلمان کا کسی نہ کسی اعتبار سے وقف سے ، درگاہوں سے ، مساجد سے ، خانگاہوں سے ، تکیوں سے ، وغیرہ وغیرہ سے تعلق ہے تو شکایات کا ایک لا متناہی سلسلہ ہو گا اور ہم قوم کے سامنے بھی جواب دہ ہوں گے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جواب دہی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے - یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں پوری طرح سے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ ہمیں اس مسئلے کو سلجھانا چاہیے -

**جناب چیئرمین :** شکریہ ، ملک محمد شریف -

**ملک محمد شریف :** جناب چیئرمین ! گذشتہ مہینے کی ۲۸ تاریخ کو اس معزز ایوان میں جناب مولانا کوثر نیازی صاحب ، وزارت مذہبی امور نے ایک بل پیش کیا تھا جس پر انہوں نے مختصر اور مدلل تقریر فرمائی تھی اور خصوصاً انہوں نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا تھا کہ بعض صوبے ایسے ہیں جہاں کہ وقف کی جائیداد سے ان کو کافی آمدنی ہوتی ہے اور بعض صوبے ایسے ہیں جہاں کی آمدنی اتنی بھی نہیں ہوتی کہ وہ اپنا خرچ پورا کر سکیں - انہوں نے صوبوں کا نام بھی لیا تھا ، صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان - بلوچستان کے متعلق تو میں اتنا علم نہیں رکھتا ، صوبہ سرحد کے متعلق اس معزز ایوان میں یہ گذارش کروں گا کہ صوبہ سرحد کے اندر جتنی وقف جائیداد ہیں ، میں کہتا ہوں کہ دوسرے صوبوں کے کے اندر وہ مشکل سے نظر آئیں گی کیونکہ ہزاروں ایکڑ کے حساب سے زمینیں وقف ہیں اور وہ محکمہ اوقاف کی نگرانی میں ہیں - دراصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ مذہبی ہے اور میں اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اس ایوان میں گذارش کروں گا کیونکہ یہ کسی کا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں

[Malik Mohammad Sharif]

ہے کسی کا کوئی انفرادی مسئلہ نہیں ہے اور ہر مسلمان اپنے مذہب کو تمام چیزوں پر مقدم رکھتا ہے اور اس کو ہر لحاظ سے دوسری چیزوں پر اہمیت دیتا ہے - جب کسی زمانے میں صوبائی حکومتوں نے اوقاف کا نظام اپنے ذمے لیا اور اس کا نگران حکومت کو مقرر کر دیا تو اس وقت سے ، جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ نظام جو کہ صدیوں سے اس ملک میں رائج ہے - اس نظام میں کوئی اہم تبدیلی یا کوئی اچھا اضافہ نہیں ہوا تو لوگ دیکھتے رہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے حکومت کی انتظامیہ میں ، جسے اوقاف کا محکمہ کہتے ہیں - جب سے حکومت کی نگرانی میں آیا ہے - میں آج تک نہیں دیکھ سکا کہ کسی مخیر آدمی نے کسی بھی چیز کو وقف کیا ہو - ہر آدمی کا نظریہ ہوتا ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں تاکہ مجھے آنے والی نسلیں یا دنیا کے لوگ اچھی نگاہ سے دیکھیں اور میرا نام کسی حد تک دنیا کے اندر زندہ رہے - لیکن جب مخیر آدمی اپنی جائیداد وقف کرنا چاہتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ یہ جائیداد اچھے ہاتھوں میں جا رہی ہے یا نہیں جب تک وہ مطمئن نہیں ہوتا وہ کسی طریقے سے تیار نہیں ہوتا کہ میں اپنی جائیداد کسی کے ہاتھ میں دے دوں تو جہاں تک میرے صوبے کا تعلق ہے کئی سالوں سے یہ محکمہ اپنے سالانہ اخراجات پورے نہیں کر سکتا تھا - ابھی تھوڑا عرصہ ہوا میں ایک سال کی بات عرض کرتا ہوں کیونکہ مجھے بھی اس محکمہ اوقاف میں کچھ دلچسپی سی پیدا ہو گئی ہے اور کچھ تھوڑی سی ذمہ داری مجھ پر بھی عائد کی گئی ہے تو جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے اور ایک سال کے جائزے کے بعد ہم نے پانچ لاکھ روپے ماسوائے تمام اخراجات پورے کرنے کے - اس کا آمدنی میں ایک سال میں اضافہ بتایا ہے تو ہر آدمی کا ذہن ہوتا ہے اگر کسی آدمی سے متعلق کوئی چیز ہو تو دوسرا آدمی یہ سوچتا ہے کہ واقعی یہ چیز جو اس کے تصرف میں دی گئی ہے وہ اس کا صحیح آمین ثابت ہوگا - جب لوگوں کو اس پر اعتماد ہو تو تب وہ اس کے سپرد اپنی چیز کرتے ہیں اس کی امداد کرتے ہیں تو اس طریقے سے یہ چیزیں بڑھتی ہیں تو وہاں ہم پانچ آدمیوں یعنی مخیر آدمیوں کا ایک بورڈ قائم کیا جن پر لوگوں کا اعتماد ہے - میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ بہت سے مخیر حضرات بہت سے مسلمان لوگ اپنے دل میں یہ امنگ لئے ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس جو دولت ہے وہ کسی اچھے راستے پر خرچ ہو -

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

**ملک محمد شریف :** تو اس لحاظ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیسے کسی صحیح اور جائز مقام پر خرچ ہوں - ایک مثال بیان کرتا ہوں کہ پشاور میں ایک بہت

پرانی مسجد ہے - اب اس کی تعمیر کے لیے رقم اکٹھی کرنی تھی تو جب لوگوں کو پتہ چلا کہ بورڈ میں جو لوگ ہیں یا جو انتظامیہ کے ساتھ ہیں ان کا ماضی بے داغ ہے - وہ اچھے لوگ ہیں ، اچھے امین ثابت ہوئے ہیں تو ان لوگوں نے میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ صرف پشاور اور ملحقہ دیہاتوں کے لوگوں نے ایک مہینے کے اندر اندر ۴۲ لاکھ روپے offer کیے مسجد کے لیے اور ہم نے کہا کہ یہ رقم لو اور مسجد کو بناؤ - یہ صرف اس لیے ہوا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اس بورڈ میں ہیں ان کا ماضی بے داغ ہے - ان کو کسی سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں - یہ مذہبی مسئلہ ہے اور ان لوگوں کے اعتماد کی وجہ سے ۴۲ لاکھ کی اتنی کثیر رقم جو کہ زبان سے کہنا آسان ہے لیکن اکٹھی کرنی ذرا مشکل ہے - تو جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت نے یہ ایک اچھا اور سنجیدہ قدم اٹھایا ہے کہ تمام صوبوں کو یکجا کر کے اکٹھا کر دیا جائے اور مرکز کے سپرد کر دیا جائے - میں اس کی تائید کرتا ہوں - میں تو سمجھتا تھا کہ یہ چیز آج سے دو سال پہلے ہو جانی چاہیئے تھی - بہر حال دیر آید درست آید - اب میں اتنی گزارش کروں گا کہ اس بل میں کلاز تین کی سب کلاز دو میں لکھا ہوا ہے لفظ مسلمان - کہ اس کا جو ایڈمنسٹریٹر جنرل ہوگا وہ مسلمان ہوگا - اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم پاکستان میں بسنے والے خدا کے فضل سے سب ہی مسلمان ہیں - اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن عقائد کا کسی سطح پر کسی وقت فرق آسکتا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل کی معلومات کے لیے اس کے تعاون کے لیے ہر صوبے میں سے دو مخیر حضرات میں سے ایک نمائندہ لیا جائے جس پر لوگوں کو اعتماد ہو اور وہ چار آدمی اس ایڈمنسٹریٹر جنرل کے ساتھ بیٹھیں اور اگر کوئی اہم فیصلے ہوں تو ان کی نگرانی میں وہ فیصلے کیے جائیں تاکہ کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہ رہے - کیونکہ ایک آدمی کا ذہن ایک ہوتا ہے اور جب پانچ ہو جاتے ہیں تو ان کے پانچ ذہن ہو جاتے ہیں - میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ یہاں سیاسی باتیں نہیں ہیں - یہ مذہبی مسئلہ ہے ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس کے ضمیر کی جو آواز ہے وہ سامنے آئے اور اس سے کسی کو فائدہ پہنچے تو میں عرض کروں گا کہ صوبائی حکومتوں کے توسط سے صوبوں کے لوگ جن آدمیوں کو چاہیں اور صحیح سمجھیں تو ان کو ایڈمنسٹریٹر جنرل کے ساتھ بورڈ میں شامل کر کے ان کی نگرانی میں ایسے فیصلے کیے جائیں تاکہ کسی قسم کی کوئی خامی باقی نہ رہے لہذا آخر میں میں یہ گزارش کروں گا کہ میں بل کے محرک کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس طرف توجہ دے کر تمام صوبوں کے اوقاف کے محکموں کو اکٹھا کر کے اس کو فیڈرل گورنمنٹ کی تحویل میں دینے کا فیصلہ کیا ہے اور میں اس بل کی پر زور تائید کرتا ہوں -

**جناب ڈپٹی چیئرمین :** نرگس زمان کیانی ،

**ملک محمد اختر :** جناب والا! اگر آپ ایک بات کی وضاحت کی اجازت دے دیں تو میں کر دوں - ایک پکی تجویز ہے کہ ہر لیول پر ہمارے جو افسران ہیں ان

[Malik Mohammad Akhtar]

کے ساتھ ہم کمیٹیاں بنائیں گے ۔ اس لیے یہ چیز تو پوری ہے ٹھیک ہے ۔ بلکہ آگے چل کر بھی یہی نظام چلے گا ۔

جناب نرگس زمان خان کیانی : جناب چیئرمین! آج اوقاف کے سلسلے میں جو نظام چلے گا اس کا بل زیر غور ہے ۔ جیسا کہ میرے قابل احترام دوست ملک محمد شریف صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بل کوئی سیاسی بل نہیں ہے یہ مذہبی قسم کا بل ہے اور ہر مسلمان کو اس بل کے سلسلے میں اپنے اپنے مقام پر کھل کر بولنے کا حق ہے تو میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں اس اسٹیج پر کھڑے ہو کر اس بل کے سلسلے میں کھل کر بولوں اور اگر کوئی خامی ہو تو وہ بھی بیان کروں ۔ کل کی تقریر میں خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ جہاں تک کسی چیز کے وقف ہونے کا تعلق ہے اگر ایک مسجد میں کسی مسلمان کی طرف سے ایک قرآن مجید اس لحاظ سے وقف کیا جاتا ہے کہ وہاں مسلمان آ کر قرآن حکیم کی تلاوت کریں تو وہ قرآن مجید کسی دوسری مسجد میں منتقل نہیں ہو سکتا ۔ تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ مسجد جس کو وہ قرآن مجید دیا گیا ہے خدا نخواستہ اس مسجد کے ملحقہ لوگ یا اس محلہ کے رہنے والے جیسا کہ اب بھی ہے اور آئندہ بھی ہوگا کہ لوگ مسجد کے نزدیک کم جاتے ہیں بلکہ ایسی مساجد بھی موجود ہیں کہ مسجد موجود ہے ۔ امام صاحب بھی ہیں قرآن مجید اور فقہ کی دوسری کتابیں بھی ہیں لیکن نمازی نہیں ہیں ۔ تو پھر وہ وہاں پڑا ہوا قرآن مجید جو کہ مولانا نورانی صاحب نے وقف کیا ہو یا میں نے وقف کیا ہو ۔ وہ کسی اور مسجد کو دے دیا جائے جہاں نمازی لوگ آتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں ۔ تو اس میں کیا ہرج ہے ۔ وقت کی ضرورت کے مطابق یہ تمام چیزیں خدا کی مخلوق کے فائدہ کی خاطر منتقل ہو سکتی ہیں اور ہونی چاہئیں ۔ میں ایک اور گزارش کروں گا کہ اسلام آباد میں مثال کے طور پر کافی مسجدیں تھیں ۔ جب یہ ایریا حاصل کیا گیا تو یہاں کی آبادیوں کو بے دخل کیا گیا ۔ کچھ لوگ ساہیوال چلے گئے ، کچھ ملتان چلے گئے ، کچھ سندھ میں جا کر آباد ہو گئے اور ان کے گاؤں کی مسجدیں جو یہاں موجود تھیں ، یہاں اسلام آباد میں ، اب اگر ان مسجدوں کا جو سامان ہے جو میٹریل ہے اس کو یہاں اٹھا کر کسی اور جگہ جہاں پر نئی آبادیاں ہیں ، نئی مسجدیں بنائی جائیں جب کہ ایک مسجد کے لیے ایک آدمی نے کافی روپیہ دیا تھا وقف کی شکل میں ۔ یہ مسجدیں ایسی جگہ پر ہوں جہاں لوگ نماز پڑہیں اب وہاں نمازی نہیں ہیں کیونکہ آبادیاں نہیں ہیں تو اس کے باوجود کہ وہ بڑی خوبصورت مسجدیں بنی ہیں یہ موجود ہیں تو میرا خیال ہے کہ اگر اس مسجد کو دوسری جگہ تعمیر کر لیا جائے یا دوسری جگہ بنا لیا جائے تا کہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں تو اس میں کیا ہرج ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ابھی تک جو لوگ ہمارے دوست ، بھائی اسلام پر مسلط ہیں وہ اسلام کے ستونوں کے دعویدار ہیں وہ اب تک یہ فیصلہ نہیں کرنے پائے کہ بریلوی مسلمان ہیں یا دیوبندی مسلمان ہیں ، اہل شیعہ مسلمان ہیں یا کون لوگ مسلمان

ہیں - ابھی تک ہم گھٹنوں تک ہی ہیں کہ گھٹنوں سے نیچے اگر شلوار ہو تو نماز نہیں ہوتی ہے تو یہ کیا فیصلہ صادر فرمائیں گے ، یہ کیا فیصلہ کریں گے ؟

**ملک محمد اختر :** پوائنٹ آف آرڈر ، جناب والا! میں اپنے بڑے ہی عزیز دوست، بڑے ہی مخلص ساتھی سے بڑے ہی ادب سے بلکہ منت سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ بل متفقہ طور پر چل رہا ہے اس کو مذہبی اختلافات کا رنگ نہیں دینا چاہئیے بلکہ وہ جو ہمارے فتاویٰ میں ذکر کر دیا گیا ہے اس پر تبصرہ نہ کریں کیونکہ ایسی بات ملک میں آگ کی طرح پھیل نکلے گی جو میں سمجھتا ہوں کہ نا واجب ہوگی اس پر کوئی اختلاف رائے نہیں ہو رہا ہے اس لیے یہ مناسب نہیں ہے - میں معافی چاہتا ہوں -

**جناب ڈپٹی چیئرمین :** کیانی صاحب ! اس بل کی حد تک ہی اپنی تقریر محدود رکھیں -

**جناب نرگس زمان خان کیانی :** جناب والا !

**ملک محمد اختر :** سب سے زیادہ ان کے علاقے ہی ایسے ہیں جن کے اعتراضات آئیں گے - میں معافی چاہتا ہوں -

**جناب نرگس زمان خان کیانی :** میں آپ کے ارشاد سے اتفاق کرتا ہوں اور اپنے الفاظ واپس لینے کی کوشش کروں گا - میرا یہ خیال نہیں تھا کہ میں یہاں کوئی ایسی تقریر کروں جس سے ملک انتشار کا شکار ہو میں نے پہلے ہی کھڑے ہو کر یہ گزارش کی تھی کہ چونکہ یہ مذہبی بل ہے اس لیے اس پر کھل کر بولوں گا - اس میں اگر ایسے الفاظ آ گئے ہیں تو میں ان کو واپس لیتا ہوں -

جناب والا ! کل جناب چیئرمین ! نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ اگر کوئی آدمی روشنی کے لیے پیسے وقف کرتا ہے چونکہ اس وقت روشنی کا انتظام نہیں تھا وہ صرف لالٹین ، دیئے ، یا بتی تک ہی محدود تھا اس وقت بجلی نہیں تھی دور کے تبدیل ہونے کے بعد وہاں بجلی آ جاتی ہے - دیئے جو ہیں ان میں سرسوں کا تیل جلایا جاتا تھا یا لالٹین جو ہے اس میں مٹی کا تیل جلتا تھا - ان دونوں کو ختم کر کے اگر بجلی کا انتظام کیا گیا ہے تو اس میں کیا نقصان ہوگا ؟ وقف کرنے والے کو کیا تکلیف ہوگی ؟ اس کو کیا ٹھیس پہنچے گی ؟ بوقت ضرورت ، ضرورت کے مطابق جتنی بھی ترقی کی جائے گی خداوند تعالیٰ نے اس سلسلے میں مسلمان کو با اختیار مقرر کیا ہے اب اس مسلمان کی اپنی مرضی ہے کہ اپنے آپ کو وہیں تک محدود رکھتا ہے - پھر جناب والا ! وہی بات سامنے آ جاتی ہے کہ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ نماز گھٹنوں کے نیچے کپڑا ہو تو ہوتی ہے یا اوپر ہو تو ہوتی ہے خداوندتعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کر کے بڑے وسیع اختیارات دیئے ہیں جن لوگوں نے اختیارات خدا کی مخلوق کی خاطر استعمال کیے ہیں وہ آج پرواز کر رہے ہیں - جو لوگ یہیں تک محدود شلوار کے دھندے میں محدود ہیں وہ ابھی تک غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو جہاں تک

[Mr. Nargis Zaman Khan Kiani]

خداوندتعالیٰ نے جو فیصلے اپنی مخلوق کے لیے روز اول سے جاری و ساری کر دیئے تھے - اب موجودہ مخلوق کا فرض ہے کہ ان کو اپنائیں اور ان پر عمل کریں تاکہ خداوندتعالیٰ کی اس بنائی ہوئی کائنات کو فائدہ ہو جناب چیئرمین! ویسے بھی مولانا شاہ احمد نورانی صاحب مجھ سے پیار کرتے ہیں، میں بھی ان سے پیار کرتا ہوں، بہر حال آج انہوں نے ایک پیاری بات کہی ہے اس سے میں اتفاق کرتا ہوں - وہ بات محکمہ اوقاف کے متعلق تھی محکمہ اوقاف کا جہاں تک تعلق ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں وہ ہمارے ہی گھروں سے گئے ہوئے ہیں - لیکن افسوس کی بات ہے کہ وہ اپنے اپنے مقام پر دیانتداری سے کام نہیں کر رہے ہیں وہ مزاروں پر بیٹھ کر دونوں اطراف سے لوٹ رہے ہیں، جناب والا! میں آپ کو حضرت بری امام کی مثال دیتا ہوں، مجھے بتانے والے نے یہ بتایا کہ پنجاب بھر میں جتنی انکم اور آمدن وہاں ہے اور کسی مزار پر شاید اتنی نہ ہو لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ابھی تک وہاں ایک پرانا سا پل، جو بہت تنگ ہے - جب عرس شروع ہوتا ہے یا جمعرات کے دن عقیدت مند وہاں جاتے ہیں تو ان کو گزرنے کا راستہ نہیں ملتا ہے تو یہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ وہ پیسہ کہاں جا رہا ہے؟

جناب والا! پتہ چلا ہے کہ وہاں لوگ باہر جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں جو عقیدت مند باہر سے نیازوں کی صورت میں بکرے یا کسی اور صورت میں کچھ لاتے ہیں تو جو لوگ راستے میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ یہ چیزیں ان لوگوں سے چھین لیتے ہیں اور یہ چیزیں مزار تک نہیں آتی ہیں اور جو چیزیں مزار پر پہنچ جاتی ہیں ان کا روزانہ شام کو 'حساب کتاب' ہو جاتا ہے - جناب چیئرمین! آپ کسی وقت یہ بتائے بغیر کہ میں چیئرمین ہوں یا ڈپٹی چیئرمین ہوں، وہاں جائیں اور یہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ کیا یہ درست ہے؟ افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ یہ بات ان قابل احترام مزاروں پر، ان بزرگان دین کے مزاروں اور قبروں پر جنہوں نے خدا کی مخلوق کی خاطر اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، جنہوں نے اسلام کو عملی طور پر پھیلانے کے لیے اپنی جانیں تک قربان کیں تھیں، ہوتی ہے اور ان مزاروں کو اس شکل میں خوار کیا جا رہا ہے - افسوس کی بات ہے کہ وہاں اس قسم کے عیاش لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے کوئی پوچھ گچھ کرنے والا نہیں ہے -

جناب والا! جہاں تک میرے دوستوں نے وزارت مذہبی امور کو مبارکباد دی ہے، میں مبارکباد دیتا ہوں اس قائد کو، اس قیادت کو، جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے وہ قیادت مبارکباد کی مستحق ہے نہ کہ باقی.... یہ اس وقت مبارکباد کے مستحق ہوتے جب یہاں اسلام آباد کے قریب یہ زیادتی نہ ہوتی - جناب چیئرمین! ملک اختر صاحب نے یقین دھانی کرائی ہے کہ ایک کمیٹی جو عوامی نمائندگان پر مشتمل ہوگی، بنائی جائے گی تو میں ان کا مشکور ہوں، ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اگر وہ یہ ارادہ رکھتے ہیں اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی

گزارش کروں گا کہ جہاں کہیں بھی مزار ہیں یا مسجدیں ہیں وہاں خدا کے فضل و کرم سے نیک لوگ بھی موجود ہوتے ہیں وہاں کی آبادی میں سے دیانتدار لوگ شامل کیے جائیں - اس کے بعد عوامی نمائندگان میں سے جو دیانتدار ہوں وہ لیے جائیں تو ان کو پہلے پرکھا جائے یہ ضروری نہیں ہے ہر شخص جو سینٹ کا ممبر ہے وہ دیانتدار ہے یا جو نیشنل اسمبلی کا یا صوبائی اسمبلی کا ممبر ہے وہ دیانتدار ہے ان میں جو دیانتدار ہیں وہ بھی پہچانے جا سکتے ہیں اور ان میں جو بددیانت ہیں وہ بھی کسی سے بھولے ہوئے نہیں ہیں اگر ان کو صحیح طور پر چلا کر ، ملک اور قوم کی خدمت کرنا ہے تو یہ دیکھیں کہ اس میں دیانتدار آدمی آئیں ، مستحق اس میں آئیں - میں نے اگر کوئی ایسے الفاظ کہے ہوں جو یہاں نہیں کہنے چاہئیں تھے ، اور وہ ناگوار گزرے ہوں تو ان کی معافی چاہتا ہوں -

**ملک محمد اختر :** نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ ختم ہو گئے ہیں -

**جناب ڈپٹی چیئرمین :** شکریہ ، سینیٹر خواجہ محمد صفدر -

**خواجہ محمد صفدر :** جناب والا ! اس بل کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ اس بل کے ذریعے پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کو اسلام کے درخشان اصولوں پر چلنے کی سہولت مہیا کی جائے گی - اس بل سے آئین میں کیے گئے اس وعدے پر عمل کرنے کی بھی صورت پیدا کی جائے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بل کے ذریعہ اس ملک میں احکام الٰہی کی پابندی کرنے کی عوام الناس کو ترغیب دی جائے گی اور بل کے اغراض و مقاصد کے آخیر میں یہ مقصد بھی رکھا گیا ہے کہ اس بل کے ذریعہ مساجد اور دوسرے اوقاف کو ایک ایسے نظام میں پرویا جائے گا جس سے زیادہ سے زیادہ منفعت اللہ کی مخلوق کو حاصل ہو سکے -

جناب چیئرمین ! آج میں نے اپنے محترم دوستوں کے خیالات کو بڑی توجہ اور انہماک سے سنا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ شاید کل میری گذارشات سے کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی تو میں اس کی مختصر الفاظ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا ارادہ قطعاً یہ نہیں تھا کہ میں اپنے کسی محترم دوست یا ارباب اقتدار کے متعلق کوئی فتویٰ دوں ماشاءاللہ میرے ذہن میں بھی یہ بات نہیں تھی اور نہ ہی میرا مقام ہے میں خود ایک گنہگار مسلمان ہوں اور میں نے صرف اس قدر عرض کیا تھا کہ آئین میں یہ درج کیا گیا ہے کہ اگر کسی مسودہ قانون کے متعلق کسی معزز رکن کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ مسودہ قانون اسلام کے کسی بنیادی اصول کی خلاف ورزی کرتا ہے یا اس سے خلاف ورزی کا احتمال پیدا ہوتا ہے تو وہ تجویز کر سکتا ہے کہ مشورے کی غرض سے اس مسودہ قانون کو کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ وہ صاحب علم اور صاحب فکر لوگ اپنے مشورے سے پارلیمنٹ کے اس ایوان یا دوسرے ایوان یا کسی صوبائی اسمبلی کو اسلامی قانون یا اسلامی فقہ کے نکتہ نظر سے نواز سکیں -

[Khawaja Mohammad Safdar]

جناب چیئرمین ! آج بھی اس موضوع کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اگر کوئی موقوف جائیداد برباد ہو رہی ہے اور اس سے وہ منفعت ان لوگوں کو حاصل نہیں ہو رہی ہے جن کے فائدے کے لیے وہ وقف قائم کیا گیا ہے تو بدرجہا بہتر ہے کہ اس کو فروخت کر دیا جائے اور اس کی آمدنی اور اس کی قیمت کو کسی کار خیر میں صرف کر دیا جائے ۔ جناب چیئرمین ! مجھے آج بھی اس بات سے اختلاف ہے اور میری رائے میں جہاں تک دو چار روز میں ہیں نے اس موضوع کا مطالعہ کیا ہے اگرچہ یہ کافی نہیں سمجھا جا سکتا اس لیے میں یہ کہوں گا کہ سرسری مطالعہ جو میں نے کیا ہے اس لیئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وقف کیونکہ اللہ کی ملکیت ہو چکا ہوتا ہے اس لیئے اس کو نہ بیع رہن کیا جا سکتا ہے نہ ھبہ کیا جا سکتا ہے یعنی کسی طور وقف منتقل نہیں ہو سکتا بعض معزز ارکان نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ بعض موقوف جائیدادیں برباد ہو چکی ہیں اور بعض ہو رہی ہیں تو ان کا کیا کیا جائے تو جناب والا ! میں ان فقہاء کی تصانیف کا جو مطالعہ کر سکا ہوں ان میں وقف جائیداد کی آمدنی کا پہلا مصرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ موقوف جائیداد اپنی اصلی حالت میں قائم رکھی جائے جس حالت میں وہ وقف ہوئی تھی ۔ اب فرض کیجیے کہ ایک بڑی عمارت جس کی آمدنی سے واقف نے یہ کہا ہے کہ اس علاقے کے غرباء ، بیوہ گان ، یتامیٰ کی پرورش کی جائے اور اگر اس عمارت کی آمدنی سے اس کی مرمت نہیں کی جاتی تو وقف کا جائز اور درست استعمال نہیں ہے ۔ پہلا حق جو اس عمارت کی آمدنی پر قائم ہے شریعت کی روح سے قائم کیا گیا ۔ وہ یہ ہے کہ اس عمارت کی اصل حالت کو برقرار رکھا جائے خواہ اس عمارت کی مرمت کے بعد کوئی پیسہ بچتا ہے یا نہیں تو پھر وقف کے مقصد یعنی غرباء ، بیوہ گان اور یتامیٰ پر صرف کیا جائے جیسا کہ واقف نے ہدایت کی ہو تو پہلا فرض متولی کا یہ ہے کہ وہ اس عمارت کو اپنی جگہ پر قائم رکھے اور اس کے بعد وقف کی جو شرط ہے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے ۔ اس لیے اگر شریعت اسلامی کے مطابق عمل کیا جائے تو کوئی وقف برباد ہو ہی نہیں سکتا اور یہ ضرورت پیش نہیں آسکتی کہ چونکہ وہ برباد ہوگئی ہے اس لیے اس کو فروخت کر دینا چاہیئے ۔ جناب چیئرمین ! چونکہ ہم شریعت کے اس بنیادی اصول پر عمل پیرا نہیں ہوئے اس لیے یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے اور بعض محترم دوستوں کو یہ کہنے کی ضرورت پڑی کہ وقف برباد ہو چکے ہیں اب ان کا کیا کیا جائے تو اس کا حل کل میں نے عرض کیا تھا کہ اس کا حل یہ ہے کہ وہ اس وقف کو فروخت کر کے اسی قسم کا دوبارہ وقف قائم کیا جائے ۔ ہو سکتا ہے وہ بڑا وقف تھا اب چھوٹا رہ جائے گا کیونکہ وہ برباد شدہ تھا اس لیے چھوٹا رہ جائے گا لیکن اسی طرح کی شکل کا بنانا لازم ہے نہ کہ اس وقف کی فروخت سے جو روپیہ ملے وہ کسی اور مصرف میں لایا جائے یہ کہیں بھی جائز نہیں ہے اس سلسلے میں جناب چیئرمین ! میں صرف آج ایک ہی حوالہ پیش کروں گا اور وہ اسی موضوع کے متعلق ہے کہ جو وقف برباد ہو جائے ، شکستہ ہو جائے تو اس صورت میں کیا

کیا جائے۔میرے پاس ہدایا کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اس کے صفحہ ۲۳۷ پر حسب ذیل عبارت ہے۔ جناب چیئرمین ! ہدایا فقہ حنفی کی بنیادی کتاب ہے۔

"Decayed materials are to be used for repairs—Such buildings or materials of an appropriation........".

appropriation وقف کا ترجمہ ہے،

".........as become damaged or useless must be employed by the magistrate in the repairs of it, where necessary; and if these be not immediately neeessary, he must keep the articles in question until such time as occasion offers when he must employ them in making the necessary repairs ; as repairs are required from time to time, in order that the appropriation may be continually preserved, and the design of the appropriator answered. If the materials of the decayed place be damaged so much as to render it impracticable to employ them in the repairs (by the timbers being broken, for instance), it is incumbent on the magistrate to sell them, and expend the price in such repairs ; but it is not lawful for him to give them to the occupants, because the timbers and so forth, are constituent parts of the actual appropriation, in which no person has any right, their right being merely to the use and not to the thing itself."

یہاں تک اس مسئلہ کو دقیق نظروں سے دیکھ کر حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس شخص کو اس عمارت کے استعمال کا حق ہے اس کو بھی وہ ٹوٹی پھوٹی کڑیاں جو اس عمارت سے نکلی ہیں وہ دی نہیں جا سکتیں بلکہ ان کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے آئندہ کسی وقت اس عمارت کی مرمت کی غرض سے استعمال کیا جا سکتا ہے اور کوئی مصرف اس کا نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین ! جہاں تک اس بل کے اغراض و مقاصد کا دوسرا حصہ تھا کہ ملک بھر کی مساجد اور مختلف اوقاف کے انتظام میں یک جہتی اور یکسانیت پیدا کی جائے، اس کے متعلق میں اتنا عرض کروں گا کہ یہ مقصد تو پہلے ہی ہمیں حاصل تھا۔ جناب چیئرمین ! ۱۹۶۱ء میں سابقہ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے زمانے میں مغربی پاکستان کے لیے ایک اوقاف آرڈیننس جاری ہوا، وحدت ٹوٹنے کے بعد مختلف صوبوں پر وہی قانون نافذ رہا، ۱۹۷۱ء میں اس میں ترمیم ہوئی مختلف اغراض کے لیے وہ بھی چاروں صوبوں میں ایک جیسا اس کا اطلاق ہوا اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ۱۹۶۱ء کا ترمیم شدہ قانون ایک ہی شکل و صورت میں چاروں صوبوں میں نافذ ہے۔ ظاہر ہے کہ آئین کے تحت دستور کے تحت وفاق حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے وہ وقتاً فوقتاً صوبائی حکومتوں کو بعض ہدایات جاری کرے اب قانون چاروں صوبوں میں ایک جیسا ہے اور اتفاق کہیئے کہ چاروں صوبوں میں ایک ہی جماعت جس کی مرکز میں حکومت ہے اس جماعت کی حکومتیں چاروں صوبوں میں قائم ہیں۔ اس لیے جہاں تک یک جہتی کا سوال تھا

[Khawaja Mohammad Safdar]

وہ پہلے ہی ہمارے ہاں موجود ہے اس بل سے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ ارباب اقتدار کو کسی یک جہتی لانا چاہتے ہیں اور موجودہ بل جس شکل میں ہمارے سامنے ہے وہ اور جو اس وقت رائج ہے ، اختلاف نہیں ہے تقریباً انہیں سطور اور انہیں لائنوں یہ مسودہ قانون وضع کیا گیا ہے پھر مجھے معلوم نہیں کہ آخر اس کی کیوں ضرورت پڑی مجھے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اقتدار اعلیٰ کو مرکز میں مرکوز کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ، اوقاف کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو کہ صوبائی تحویل میں تھا لیکن ہمارے آئین میں ترمیم کی رو سے اسے پہلے کنکرنٹ لسٹ میں لایا گیا - کنکرنٹ لسٹ میں درج کرنے کے بعد جو اصل مقصد تھا وہ پورا ہو گیا اور تمام صوبوں میں تمام اوقاف کو مرکز اپنی قدرت ، اپنے اختیار اور اپنے قبضہ میں لینا چاہتا ہے اس طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئین جو متعلق الیہ تھا ' مجھے خطرہ ہے کہ کہیں دوبارہ متنازع فیہ نہ ہو جائے اگر یہ ایک حد تک ہو بھی چکا ہے - صوبائی مرکزی اقتدار اور صوبائی اختیارات میں clash ہو رہا ہے صوبائی مسئلہ کو ' صوبائی subjects کو آہستہ آہستہ مرکز اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے اس سے وہ غلط فہمیاں جو ہمارے دستور کے وضع کرنے سے پہلے مختلف صوبوں میں تھیں ان کے پیدا ہونے کا خدشہ پیدا ہوتا ہے اور خصوصیت سے چھوٹے صوبوں میں ' اتفاق کی بات ہے کہ میں ایک بڑے صوبے سے تعلق رکھتا ہوں اور وہی میرا حلقہ نیابت ہے اس میں مجھے کوئی ایسی بات محسوس نہیں ہوئی گذشتہ سالوں میں ہم دیکھتے تو نہیں سنتے رہے ہیں کہ بعض خدشات اور شبہات چھوٹی اکائیوں میں پیدا ہوتے رہے ہیں مگر بفضل تعالیٰ قوم نے یکجا ہو کر یک مشت ہو کر اتفاق و اتحاد سے اس مسئلہ کو جسے پراونشل اٹانومی کہتے ہیں ' آج سے تین چار سال پہلے حل کر دیا - میں ارباب اقتدار گورنمنٹ سے درخواست کروں گا کہ خدا را وہ ایسا کوئی قدم نہ اٹھائیں جس سے یہ طے شدہ مسئلہ دوبارہ کھل جائے اور دوبارہ وہ باتیں شروع ہو جائیں جو کہ آج سے پہلے کچھ عرصہ ہوتی رہی ہیں - جناب چیئرمین ! اس سے بیشتر کہ ہم اس مسودہ قانون کو ہاں یا ناں کے ذریعے منظور یا مسترد کریں ، ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دیکھیں کہ جن اختیارات کو آج ہم ایڈمنسٹریٹر جنرل کے حوالے کر رہے ہیں اور وہ اختیارات اس سے پہلے چیف ایڈمنسٹریٹر مختلف صوبوں کے چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کے پاس تھے ان کو کیسے استعمال کیا جاتا رہا ہے - اوقاف کی صورت حال میں گذشتہ سولہ سال میں اصلاح ہوتی ہے یا دوبہ اغلات ہو رہی ہے - کیا اوقاف کی آمدنی ایسے کاموں میں صرف ہوئی جو کہ اس قوم کی بہتری اور فلاح و بہبود میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں یا یہ کہ وہ محض ایڈمنسٹریٹر کے اخراجات کی نظر ہو گئی اور دوسرے طریقوں سے خرد برد ہو گئی -

جناب چیئرمین ! میری رائے میں ان اختیارات کو ان لوگوں نے جو آج اوقاف کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں ، غلط طور پر استعمال کیا ، اپنے فرائض میں کوتاہی کی ، اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت برتی اور اکثر و بیشتر حالات میں بد دیانتی کا

ارتکاب کیا - جناب چیئرمین ! سیالکوٹ کے متعلق ایک مثال عرض کرتا ہوں - ہر شہر میں چھوٹے بڑے کئی قبرستان ہوتے ہیں - سیالکوٹ میں حضرت امام صاحب کی درگاہ کے ساتھ ملحق ایک بڑا وسیع قبرستان ہے - گذشتہ سولہ سال سے اس قبرستان کا ایک وسیع رقبہ ، محکمہ اوقاف کے بڑے بڑے افسران نے لکڑی کے ٹالوں ، مویشیوں کی منڈیوں کے لیے کرائے پر دے رکھا ہے - کاغذات مال میں درج ہے کہ ''قبرستان مقبوضہ اہل اسلام'' میری آنکھوں نے وہاں ایسی پختہ قبریں دیکھی ہیں جن کو کہ بڑی بڑی لکڑیاں پھینکنے کے بعد منہدم کر دیا گیا ہے - ایک بار نہیں بیسیوں بار چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کی خدمت میں لوگوں کے وفود جا چکے ہیں ، کئی بار میں بھی حاضر ہوا ہوں کہ صاحب آپ کیا کر رہے ہیں ؟ چند ٹکوں کی خاطر ، چند سو روپے ماہوار کی خاطر آپ نہ صرف قبرستان کی بے حرمتی کر رہے ہیں بلکہ جن مقاصد کے لیے کسی زمانے میں لوگوں نے اپنی جائیدادیں وقف کی تھیں ، ان کے برعکس یہاں گندگی پھیلائی جا رہی ہے ، یہاں مویشی باندھے جا رہے ہیں ، یہاں لکڑیوں کے ٹال ہیں - چیف ایڈمنسٹریٹر میرے جاننے والے ہیں ، ہر بار نہایت ہی خندہ پیشانی سے ، نہایت ہی محبت سے انہوں نے کہا کہ صاحب آئندہ ایسا نہیں ہوگا ، ہم بہت جلد قبرستان کو خالی کرائیں گے - آج تک ایسا نہیں ہو سکا ، آج بھی وہی صورت حال ہے - کیا اوقاف کی جائیدادوں کا آئندہ بھی اسی طرح استعمال ہوگا ؟ اسی طرح سیالکوٹ میں ایک اور قبرستان ہے جو ککے ذئیوں کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے - اس کا ایک مقدمہ ابھی تک ڈسٹرکٹ کورٹ میں چل رہا ہے ، اسی بناء پر کہ یہ قبرستان ہے اس کا غلط استعمال ہو رہا ہے ، یہاں دوکانیں بنائی جا رہی ہیں اور یہاں پر لوگوں نے کاروبار شروع کر رکھے ہیں -

جناب چیئرمین ! اگر اوقاف کا مصرف اسی طور پر ہونا ہے اور اگر چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف بلکہ ایڈمنسٹریٹر جنرل اوقاف کو یہ اختیارات اس ملک کی پارلیمنٹ نے تفویض کرنے ہیں کہ ان اوقاف کو جس طرح وہ چاہے استعمال کرے تو اس صورت میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ چند سالوں کے بعد اکثر و بیشتر اوقاف ختم ہو چکے ہوں گے کیونکہ خود یہ محکمہ محض اپنی آمدنی میں اضافے کی خاطر اور اپنے بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کرنے کی خاطر ، ان اوقاف کو تباہ و برباد کر رہے ہیں ان کو فروخت کیا جائے گا تاکہ اکٹھی رقم ان کی فروختگی سے حاصل ہو سکے اور اس سے کچھ تو افسران گلچھڑے اڑائیں اور کچھ ان کی تنخواہوں اور ان کے عملے کے سفر خرچ ، ٹی - اے ، ڈی - اے میں صرف ہو جائے - اس لیے ایک وجہ یہ بھی ہے جس کی بناء پر میں اس بات کے خلاف ہوں کہ کسی بڑے سے بڑے افسر خواہ وہ ایڈمنسٹریٹر جنرل ہو یا خواہ گورنمنٹ آف پاکستان ہو اس کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہیئے کہ وقف جائیداد کو فروخت کر سکے - ایسا اختیار نہ صرف شریعت کے خلاف ہوگا بلکہ موجودہ حالات کے پیش نظر بھی ، اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھی کسی صاحب فکر انسان کو یہ فیصلہ نہیں دینا چاہیئے کہ یہ اختیار ان افسران کو دیا جائے کہ یہ وقف کو فروخت کر سکیں -

[Khawaja Mohammad Safdar]

جناب چیئرمین ! ایک اور بات جس کی جانب میں اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرے اندازے کے مطابق مغربی پاکستان میں اوقاف کی آمدنی اس وقت کروڑوں روپے میں ہے لاکھوں میں نہیں ۔ ایک چھوٹے سے شہر میں، جس درگاہ کا میں نے ابھی ذکر کیا تھا وہاں سے ڈھائی تین لاکھ روپے کی آمدنی ہوتی ہے اور حضرت داتا گنج بخش اور اس قسم کے بڑے بڑے مزارات میں تو لاکھوں روپے ماہوار کی آمدنی ہے ۔ مجھے معلوم نہیں کہ گذشتہ سولہ سال میں اس آمدنی کا کیا بنا ۔ ۱۹۶۱ء سے لے کر ۱۹۷۶ء تک سولہ سال میں ان لاکھوں کروڑوں روپے کی آمدنی کا کیا بنا ؟ میں ارباب اقتدار سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور خصوصیت سے اپنے محترم دوست جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور سے کہ کیا وہ محکمہ مذکورہ سے پوچھ کر ہمیں یہ بتا سکیں گے کہ گذشتہ سولہ سال میں کروڑوں روپے کی آمدنی کا کیا ہوا ؟

اس مسودہ قانون میں ایک شق درج کی گئی ہے کہ ہر سال ایڈمنسٹریٹر جنرل اپنے حسابات کی پڑتال کرایا کریں گے اور مرکزی حکومت کو رپورٹ پیش کیا کریں گے ۔ آپس میں جو ملی بھگت ان افسران میں قائم ہے اس ملی بھگت کی بناء پر اس رپورٹ کا مرکزی حکومت کو دیا جانا یا نہ دیا جانا ایک ہی برابر ہے ۔ اگر یہ رپورٹ مرکزی حکومت کو دی جائے یا اگر نہ دی جائے تو ایک ہی چیز ہے ۔ عام طور پر مرکزی حکومت جن لوگوں سے مصرف ہے، میری مراد وزراء صاحبان یا وزیر اعظم صاحب ہیں ۔ ان کے پاس تو اتنا وقت نہیں ہوگا کہ وہ اس رپورٹ کو بہ نظر غور دیکھیں ۔ البتہ سرکاری ملازمین دیکھیں گے اور جیسی رپورٹ آئے گی ویسی واپس چلی جائے گی اس لیے میری رائے میں کیا یہ درست نہ ہوگا کہ اس accountability کو صرف مرکزی حکومت تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں یہ رپورٹ پیش ہو آڈٹ رپورٹ اور ایڈمنسٹریٹر جنرل کی رپورٹ، دونوں رپورٹیں جونہی مرکزی حکرمت کو ملیں وہ دونوں ایوانوں میں ان کو پیش کریں تاکہ عوام کو یہ بتایا جا سکے کہ گذشتہ سولہ سال میں جس حساب کتاب کا کسی کو کچھ علم نہیں ہے ۔ اب پبلک کے نمائندوں کو حساب مل گیا ہے، پبلک کے نمائندوں میں سے ہر ایک اس رپورٹ کا مطالعہ کر سکے اور اگر ضرورت محسوس ہو تو وہ دونوں ایوانوں میں زیر بحث بھی آ سکے ۔

جناب چیئرمین ! اگر accountability کے اس دائرے کو وسیع کیا گیا ہے تو یہ انتہائی سود مند ثابت ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ صاحب باقی باتیں سیکنڈ ریڈنگ میں آ جائیں گی فرسٹ ریڈنگ کے لیے یہ کافی ہے ۔

خواجہ محمد صفدر : جی ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین :** فرسٹ ریڈنگ کے لیے اتنی باتیں کافی ہیں باقی سیکنڈ ریڈنگ میں ۔

**خواجہ محمد صفدر :** کوئی دس منٹ میں دو چار باتیں اور کر لوں ۔

**ملک محمد اختر :** نہیں ، نہیں دس منٹ میں نہیں ۔

**خواجہ محمد صفدر :** آدھا گھنٹہ آپ کے لیے اور ایک بجے پھر بحث ختم کر دیں گے ۔

**ملک محمد اختر :** میں صرف دس منٹ تقریر کروں گا ۔

**خواجہ محمد صفدر :** اگر آپ نے دس منٹ لیتے ہیں تو پھر مجھے کیوں روکتے ہیں ؟

**ملک محمد اختر :** ساڑھے بارہ بجے ختم کریں ۔

**خواجہ محمد صفدر :** مجھے اجازت دیجئے میں اختصار کے ساتھ دو چار باتیں عرض کروں گا ۔ جناب چیئرمین ! اس بل کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارباب اقتدار نے اپنا وہ روائتی نکتۂ نظر جو وہ اس ملک کی عدالتوں کے متعلق رکھتے ہیں اس کو ترک نہیں کیا چھوڑا نہیں ہے اور عدالتوں کے دروازے اس بل کی رو سے بند کر دیئے ہیں کہ کوئی عدالت ایڈمنسٹریٹر جنرل کے کسی کام میں مداخلت نہیں کر سکتی تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ جو پابندی ہم نے عدالتوں پر لگائی ہے اس کو دور کر دیا جائے اس کو ہٹا دیا جائے ۔ ایک اور بات جو کہ ہماری بیورو کریسی کو بے لگام گھوڑا بنا دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم تقریباً تقریباً ہر بل میں ہر مسودہ قانون میں درج کر دیتے ہیں اور قانون کا جزو بنا دیتے ہیں کہ اس قانون کے تحت سرکاری افسر ہوا ہے کوئی کام کرے وہ قابل مواخذہ نہیں ہوگا اس کو indemnity clause کہا جاتا ہے ۔ جناب والا ! ان افسران کو قابل مواخذہ بنائیے تب جا کر شاید اس اونٹ کی کوئی کل سیدھی ہو جائے اور اگر یہ قابل مواخذہ ہی نہ ہو یا ان کے کسی کام کو چیلنج ہی نہ کیا جا سکے اور ان کے خلاف کوئی چارہ جوئی نہ کی جا سکتی ہو تو یہ بگٹٹ گھوڑے کی طرح ہوں گے اور ہیں ۔ تو اس لیے اس گھوڑے کو ذرا لگام ڈالیے ۔

جناب چیئرمین ! ایک اور بات جس کی جانب میں اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وقف جائیداد کے کرائے داروں یا مزارعین کے لیے ایک نیا قانون وضع کیا جا رہا ہے جس کے تحت اوقاف کا ایڈمنسٹریٹر یا کوئی چھوٹا بڑا افسر جس وقت چاہے وہ کسی مزارعہ کو کان سے پکڑ کر نکال دے یا کسی کرایہ دار کو کان سے پکڑ کر دوکان یا مکان سے نکال دے یا نکالتا نہیں لیکن اس کے لیے ایسے حالات پیدا کر دے کہ وہ نکلنے پر مجبور ہو جائے یعنی اس کا کرایہ چار گنا پانچ گنا بڑھا دے کوئی پابندی نہیں ہے ۔ آخر اوقاف کی جائیداد تو اس ملک کی عام جائیداد کا ایک انتہائی قلیل حصہ ہے اور شاید کروڑواں حصہ بھی نہ ہو اور جو قانون اس ملک کی عام جائیدادوں

[Khawaja Mohammad Safdar]

پر حاوی ہے وہ ان جائیدادوں پر کیوں نہ حاوی ہو گیا وجہ یہ ہے کہ urban rent restrictioned کے تحت ایڈمنسٹریٹر جنرل اس بات کا پابند نہ ہو کہ جو fair rent یا منصفانہ کرایہ ہے اس سے زیادہ وہ اپنے قبضے میں لی گئی جائیداد یا مکان کا کرایہ نہیں بڑھا سکتا ان جائیدادوں سے یہ ترجیحی سلوک کیوں ؟ خیر وزیر قانون میری بات سمجھ جائیں گے اور غالباً اس میں میری ترمیم کو اس کو قبول بھی کریں گے دوسرے اس قانون میں اور مارشل لاء کے ریگولیشن ۱۱۵ میں conflict تھے کیونکہ مارشل لاء ریگولیشن ۱۱۵ کے تحت کسی مزارعہ کو ماسوائے مخصوص حالات کے نکالا نہیں جا سکتا ہے لیکن اس مسودہ قانون میں کہا گیا ہے کہ ایڈمنسٹریٹر جنرل جس وقت چاہے کسی مزارع کی کسی lessee کی lease یا tenancy کو ختم کر سکتا ہے اس بات کا ذرا محترم وزیر قانون مطالعہ فرمائیں کہ کیا مارشل لاء ریگولیشن ۱۱۵ پر عمل درآمد ہوگا یا اس قانون پر عمل درآمد ہوگا اس لیے یہ بھی ایک بات تھی جس کی طرف میں محترم وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ایک اور بات عرض کروں گا کیونکہ اس بل میں عجیب عجیب گوہر افشانیاں کی گئی ہیں اور اس بل کا در اصل مقصد جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اس ملک میں جس قدر مساجد ہیں یا مکتب ہیں جو مساجد کے ساتھ وابستہ ہیں ان میں بھی ایک گروہ علماء اکرام کا پیدا کیا جائے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ حکومت کی ثنا خوانی کرے ورنہ اور کوئی مفید مقصد اس بل کا میرے سامنے نہیں آیا ۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ علماء اکرام کی بھی regimentation کی جائے کہ وہ اپنے خطبات میں یا اپنے وعظ میں صرف حکومت کی ثنا خوانی کرتے رہیں اور اس غرض کو پورا کرنے کے لیے نہ صرف محکمہ اوقاف کے قبضے میں لی گئی مساجد اور دوسری اوقاف کے متعلق یہ حکم ہے اور جو لوگ محکمہ اوقاف کی طرف سے اس کے نگران ہوں گے ظاہر ہے وہ پابند ہوں گے محکمہ کی ہدایات کے لیکن جو اوقاف یا مساجد محکمہ اوقاف کے قبضے میں نہیں لی گئیں ان کے متعلق ایڈمنسٹریٹر جنرل کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خطیب حضرات کو ہدایات جاری کر سکتا ہے کہ اس قسم کی بات خطبہ میں کی جائے یا اس قسم کی نہ کی جائے ۔ اس قسم کی بات وعظ میں کی جائے اور اس قسم کی بات وعظ میں نہ کی جائے ورنہ وہ مستوجب سزا ہوں گے ایسے مولوی صاحب اور واعظ کو سزا دی جا سکتی ہے ۔ خدا را محترم وزیر قانون صاحب اس بات کی طرف توجہ فرمائیں اور اگر ان وعظوں اور خطبات پر پابندی قوم کے مفاد میں ہے اور اس غرض کے لیے ہے جو بیان کی گئی ہے کہ مختلف فرقوں میں نفرت نہ پھیلائی جائے یا محض علماء کو اپنے پنجے میں دبانے کے لیے ایک اور بات بھی کی گئی ہے کہ حکومت وقت کے خلاف نفرت نہ پھیلائی جائے تو ان دونوں امور کے لئے اس ملک میں بیسیوں قوانین موجود ہیں اور وقت پڑنے پر اس کا حوالہ دوں گا اس وقت صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ ان قوانین کے ہوتے ہوئے پھر اس قانون کی کیا ضرورت ہے ؟

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**خواجہ محمد صفدر :** اس مسودہ قانون میں یہ درج ہے کہ اس قسم کی ہدایات ایڈمنسٹریٹر جنرل دے سکتا ہے اور ان ہدایات پر اگر عمل یہیں ہوگا تو پھر وہ واعظ وہ خطیب قابل مواخذہ ہوگا۔ جناب چیئرمین! کیونکہ میرے محترم دوست ۔ ۔ ۔ ۔

**Mr. Chairman :** Excuse me. Is it still the consideration of the Bill ?

**خواجہ محمد صفدر :** جی ہاں! بہت سے دوستوں نے تقریریں کیں ہیں میں نے تو زیادہ وقت نہیں لیا میں تو اپنے محترم دوست کے کہنے پر ختم کر رہا ہوں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ پندرہ منٹ میں انہوں نے جواب دینا ہے۔

**Mr. Chairman :** Consideration ? Have we not yet started clause by clause discussion ? Don't you think we are moving at a snail's pace ?

**خواجہ محمد صفدر :** جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ ایک لمبا چوڑا بل ہے دوسرا یہ ہے کہ اس میں ایسے مسائل شامل ہیں جن پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور ہونا چاہئیے اور مختلف دوستوں نے مختلف نکتۂ نظر سے ان مسائل پر بحث کی ہے میں ان مختصر گزارشات کے بعد یہ درخواست کروں گا کہ محترم وزیر قانون از راہ کرم ہماری ان گزارشات کی طرف ذرا توجہ فرمائیں اور اگر ممکن ہو سکے تو جن خامیوں کا میں نے ذکر کیا ہے یا نشاندہی کی ہے وہ ان کی اصلاح کرنے کی کوشش فرمائیں کیونکہ یہ بل ان کے پاس ہی رہے گا۔

Thank you very much, Sir.

**Mr. Chairman :** Thank you.

Are you winding up, Malik Sahib ?

**Malik Mohammad Akhtar :** Yes, Sir.

Sir, the Government has brought this Bill with utmost sincerity and with a good mission to do away with misappropriation of funds and to meet the purposes for which 'Waqf' were originally created, and to meet the provisions of Article 31 of the Constitution according to which it has been provided that it is the duty of the Government to provide such measures individually and collectively to enable the muslims residing in Pakistan to order their lives in accordance with the injunctions of the Holy Quran and Sunnah and patlicularly to regulate Zakat and other such mandates of Islam.

Sir, recently, or not of very late, an amendment was made in the Constitution through the Fourth Amendment Act, commonly known as the fourth amendment of the Constitution, and this item was brought at serial No. 43-A of the Concurrent Legislative List. The purpose of amendment was to bring uniformity in the administration of Auqaf and to provide funds to such parts or provinces or to such other places where there were no funds to promote the aforesaid objects which I have mentioned.

Sir, after this amendment it has become necessary to frame a law in accordance with the Constitutional provisions and accordingly this present Bill has been brought forward. Sir, before I meet the objections

[Malik Mohammad Akhtar]

I would say that there were gross abuses under the various prevalent Acts and in 1961 the organization of Auqaf in various provinces was entrusted to Government functionaries. Much has been said about the working of these departments in various provinces. I am not here to defend any of the bureaucrats or any of the Government functionaries who are responsible for any sort of misappropriation or mismanagement but I am sure my friend Senator Khawaja Mohammad Safdar would agree with me that the misappropriation, if at all, was not even 1/100 of the misappropriations which were originally done by Maulvis, Sajjadanashins who were indulging in all sorts of misdeeds. I will only use the word 'misdeeds' for that. They were misusing the funds which were being collected at various Mazars and in various Auqaf. There may even now be some sort of misuse of funds or overspending but as compared to the conditions prevalent prior to 1961 I consider they cannot be counted as even 1/100 of that.

I agree with my honourable friend that accountabilty of the new departments should be there and it shall be there Inshallah. Moreover, once a Central Law is made our Rules of Procedure whether in Senate or in National Assembly do provide for asking questions and day to day check-up by means of Resolutions and motions under Rule 187 over here and rule 229 in the National Assembly. So, the accountability will be there and it can be further discussed whether the reports can be laid before this House. Certainly we appreciate the idea and we will try to meet that provisions one way or the other at appropriate time, if not immediately. This is, Sir, as far as the misappropriation is concerned which was one of the major points raised.

Then, some of our friends-Maulana Sahib, Malik Sharif and even Mr. Kiani raised the question of formation of Committees. Even under the 1961 Act there have been committees from place to place. The Nazims, the administrators and even the Chief Administrator have been advised by the members of these Committees and due regard was given to the fact that these committees be consist of pious persons—persons having firm belief in various aspects concerned with the Waqf. For example, we had a very pious and powerful committee in respect of Mazar, Hazrat Data Ganj Bakhsh and various other places. I assure the House that we will continue that practice and committees comprising of public representatives, committees comprising of pious people, committees comprising of such people who are well aware with the local conditions of such Waqf must necessarily be appointed.

Then, Sir, I come to the Bill itself. The major objection raised by honourable Senator Khawaja Mohammad Safdar is in respect of clause 14. He has raised there objections, namely accountability, that the property be put to such use, as far as it is possible, as to give effect to the wishes of the person who dedicated that property. I again assure him that the very object of creating Waqf would be defeated if those purposes are not given top priority, and those purposes and those wishes of the generous people who made the Waqf are not met.

After referring to the definition of Waqf property I would come to the relevant clause to which he is objecting most. Sir, Waqf property means the property of any kind permanently dedicated by a person professing Islam for any purpose recognised by Islam as religious, pious or charitable. I assure him that whatsoever is surplus of an income from a certain institution would be only used for pious, religious and charitable purposes.

Sir, again he has raised a point that the present legislation would strengthen the hands of the Federal Government and the proposed organisation would be used as a political organ. I assure him that there is on such proposal we have never interfered with mosques and various Waqfs and there is no such question. We believe in work, we believe in serving the people, we believe in winning the public opinion and we know how to work. We are the creation of people. It were the people who elected us in 1970 with a very vast majority. We have never used any religious slogan nor we intend to use these sacred places as our political dens. I assure him that there is no such intention and we believe otherwise to win the people and we have never considered to adopt such measures as it has been suggested. I assure him that religion is religion and we never exploit religion for the purposes of our poli ical ambitions but rather we are a party who have severely condemned thet exploiters of the religion and the persons who in the name of the relg ion have been plundering, looting and using the people for their personal einds. We are on the other end of it. We are enemies of those exploiters who have used religion for the purposes of their political exploitation, their financial exploitation and other exploitations.

Sir, the main objection which has been taken by my friend is on clause 14 and clause 14 provides :

> "Government may, where it is satisfied that circumstances exist which make it necessary to sell or otherwise dispose of any waqf property."

It means where it has become absolutely necessary to sell or otheswise dispose of any Waqf property. Then there are conditions. The sale could be done in order to secure maximum economic benefit out of such property, Sir, supposing need arises and there is some property (the price of) which has gone into crores and ten or twenty religious schools can be run and even the buildings of those schools can be constructed from the sale of such land. The land is getting greater and greater value and if that land is lying, for Heaven's sake tell me if we sell it and if we construct six or ten or twelve religious schools where is the harm ?

So, I consider that keeping in view the original wishes of the 'Waqif', the person who made the donation for these charitable purposes, within that frame work, I again repeat that, there would be no harm to utilise such property to the maximum religious benefit of the public at large. It is to serve the best public interests and I have explained that. Then, Sir, it is to give effect to such wishes of the person dedicating the property as can be ascertained and I consider that there are no two views about that. Then to provide education, I have already explained that it means religious education. The expression 'religious education' is too wide an explanation. It includes all sorts of sciences in which our ancesstors were expert, it includes mathematics for which the Muslims were well-known and it includes all such educations which centuries ago our big scholars were giving. Then, Sir, comes medical aid. I consider that if the aims and objects of the 'waqf' do provide help to the poor then the medical aid is covered. Then it is housing and I consider again within that framework it could be done to a certain extent.

Finally, it is the property. The property can be sold to prevent danger to life or public health. That is natural. Sir, even if you take up a municipal law it is provided that when there is a danger to the life, property or public health, naturally the building is to be demolished and is demolished and is to be replaced. Supposing a building is demolished and there are

[Malik Mohammad Akhtar]

no funds to replace it, then who is going to come to the rescue ? Naturally, the income from the other sources. So, I assure my friends that we only want to make it practicable so that the funds available are used to the best of religious purposes and for the good of common man and there is nothing political about that. Sir, Maulana Sahib made a lengthy speech and I consider I have tried to meet some of the objections raised by him. That is all.

**Mr. Chairman :** Thank you very much. Now, that ends the first stage. I will put the question. The question before the House is :

> "That the Bill to provide for the proper management and administration of Auqaf under Federal Control [The Auqaf (Federal Control) Bill, 1976], be taken into consideration at once."

(*The motion was adopted*)

**Mr. Chairman :** The motion is carried. Now, we take up clause by clause considrations. Yes ?

**Malik Mohammad Akhtar :** Tomorrow, Sir.

**خواجہ محمد صفدر :** لیڈر صاحب اور وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہے کہ کل صبح پر بحث ملتوی کر دی جائے۔

**Malik Mohammad Akhtar :** Sir, we are accepting some of the amendments because we don't want to make the Bill controversial. Therefore, the House may be adjourned.

**Mr. Chairman :** So, you don't want to take up the second reading today.

**Malik Mohammad Akhtar :** We will take it up tomorrow, Sir, because we don't want to make it more controversial.

**Mr. Chairman :** There are about 40 amendments. Mind that.

**ملک محمد اختر :** کل ختم ہو جائیگا۔

**خواجہ محمد صفدر :** کل ختم نہیں ہوگا تو پرسوں ختم ہو جائے گا۔

**راؤ عبدالستار :** نہیں کل ختم ہو جائیگا۔

**Malik Mohammad Akhtar :** Eight or ten amendments we are accepting.

**جناب چیئرمین :** وہ ہاں نہیں کرتے آپ تو کہتے ہیں وہ نہیں کہتے۔

**خواجہ محمد صفدر :** وہ جیسے کہیں گے میں تیار ہوں میں نے کب انکار کیا ہے؟

**Mr. Chairman :** We should meet at what time ?

**Malik Mohammad Akhtar :** At 20.00 Sir.

**Mr. Chairman :** Why not at 9.30.

**Malik Mohammad Akhtar :** All right, Sir.

**Mr. Chairman :** The House stands adjourned to meet tomorrow at 9.30 a.m.

---

*The House then adjourned to meet at half-past nine of the clock in the morning on July 7, 1976.*

Wenesday

---